رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

شرح چندہ
سالانہ ۔۔۔۔۔۔ ے
ششماہی ۔۔۔۔۔۔ ہے
سہ ماہی ۔۔۔۔۔۔ عہ

قیمت فی پرچہ (۲ر)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹر انگلیشیہ نمبر (۱)

شرح چندہ
سالانہ ۔۔۔۔۔۔ ے
ششماہی ۔۔۔۔۔۔ ہے
سہ ماہی ۔۔۔۔۔۔ عہ

قیمت پرانا پرچہ (۴ر)

جلد (۳) | ۶ امرداد ۱۳۵۲ ف | ۸ جمادی الثانی ۱۳۶۲ھ | ۱۲ جون ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۹)

مجلس جاگیرداران سے ایک ضروری گزارش

از

میر حسن الدین

تقریباً تین ماہ قبل مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ حیدرآباد کے ایک جاگیردار نے حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات کے کسی نمائندے کو ایک ایسی تحریر بتائی جس پر اگر حکومت ہند عمل کرے تو جاگیرداران حیدرآباد کا تعلق راست حکومت ہند سے قائم ہو جائے۔ چند مہینے گزرنے کے بعد دوسری اطلاع یہ ملی کہ حکومت ہند کا محکمہ سیاسیات اس تجویز کو حقارت سے مسترد کر دیا گیا ہے جس کی وہ مستحق ہوئی ہے۔ لیکن جو تواتر کہ خبریں ہیں اطلاع کی نہ تو تردید ہوئی ہے اور نہ اس کی سنگینی میں کوئی فرق آتا ہے۔ اس لئے ایک ادنیٰ خادم ملک ہونے کی حیثیت سے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پبلک کو اس سے باخبر کر دوں ورنہ وہ مجھ کو ہرگز بھی ہے اس ملک کو پہنچا دو۔ میں کسی کا نام ظاہر کرکے اس مضمون کو غیر ضروری طور پر کسی خیر خواہ نہیں بنانا چاہتا کیونکہ عیوب کی پردہ پوشی ہی بعض وقت خاطی کو راہ راست پر لانے کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن میں مجلس طبقہ جاگیرداران سے یہ ضرور متوقع ہوں کہ وہ جلد عمل سے اپنی بیزاری اور بے تعلقی کا اعلان کرے گی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مذکور الصدر جاگیردار نے تجویز پیش کی تھی کہ حیدرآباد کے جاگیرداروں کا تعلق راست حکومت ہند سے قائم کر دیا جائے۔ اس تجویز کی تائید میں جو استدلال پیش کیا گیا تھا یہ تھا کہ اکثر جاگیرات شاہان مغلیہ کی عطا ہیں اور حکومت ہند چونکہ شاہان مغلیہ کی جانشین ہے اس لئے جاگیرداران حیدرآباد کا تعلق راست حکومت ہند سے رہنا چاہئے۔

جن جاگیردار صاحب نے یہ استدلال پیش کیا تھا شاید انہیں خبر نہیں کہ بٹلر کمیٹی کے آگے ان نامور برطانوی وکلاء نے جو ریاستوں کے نقطہ نظر کی ترجمانی کے لئے ایوان رؤسا ہند کی جانب سے مقرر کئے گئے تھے اس نظریہ کو معقول اور مستند دلائل سے مسترد کر دیا ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ایوان رؤسا ہند کی جانب سے کرنل ہکسر اور سر کے ایم پانیکر نے جو تحقیقاتی مقالے شائع کئے ہیں ان میں مذکورہ بالا استدلال کو پاش پاش کر دیا گیا ہے۔ پس ایسے فرسودہ اور مسترد شدہ نظریہ کو دہلی کے حلقوں میں پیش کرنا اپنے آپ کو موضوع تضحیک بنانا ہے۔

اگر یہ تجویز صرف مہمل اور مضحکہ خیز ہی ہوتی تو اس پر زیادہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہ ہوتی لیکن بدقسمتی سے یہ خطرناک بھی بن سکتی ہے۔ پس میں طبقہ جاگیرداران اور ان کی واحد نمائندہ مجلس یعنی مجلس جاگیرداران آصفی سے متوقع ہوں کہ وہ پیش کردہ نظریہ سے اپنی بیزاری اور بے تعلقی کا اظہار کرے گی۔

اگر میں مجلس جاگیرداران کا رکن ہوتا تو حسب ذیل تحریک پیش کرتا۔

"اگر یہ خبر صحیح ہے کہ طبقہ جاگیرداران آصفی کے کسی رکن نے حکومت ہند کے محکمہ سیاسیات میں کوئی تجویز پیش کی جو نتیجۃً جاگیرداران آصفی کو حکومت ہند سے راست متعلق کرنے کا اثر رکھتی ہے تو مجلس ہذا ایسی تجویز سے اپنی بیگانگی اور بیزاری کا اعلان کرتی ہے اور اس حقیقت کا اعادہ کرتی ہے کہ جاگیرداران، والیان سمستان، انعامداران، معاشداران اور امراء عظام مع دیگر طبقات رعایائے آصفی کے آستانۂ آصفی سے دائمی وابستگی کو اپنا سرچشمہ حیات و ترقی تصور کرتے ہیں اور آستان آصفی سے دور ہونے کو اپنی سیاسی و معاشرتی موت قرار دیتے ہیں۔ مجلس ہذا کی رائے میں وہ جذبات عقیدت اور وابستگی جو جاگیرداران آصفی کو تخت و تاج آصفی سے متعلق کئے ہوئے ہیں جاگیرداروں کا ایسا عزیز ترین اثاثہ ہیں جو کسی قیمت پر منتقل نہیں کئے جا سکتے۔"

اس مسودہ تحریک میں میں نے ان جذبات کا اظہار کیا ہے جو بالعموم رعایائے آصفی کے قلوب میں موجزن ہیں اور جو بالخصوص طبقہ جاگیرداران میں ہونے چاہئیں۔ مجھے یقین ہے کہ مجلس جاگیرداران اپنی اولین فرصت میں اس مسئلہ کو زیر بحث لا کر اہل ملک پر اپنے موقف کو واضح کرے گی تاکہ عوام کے قلوب میں جاگیرداروں سے متعلق جو مخالفانہ جذبات پیدا ہو رہے ہیں ان کا ازالہ ہو جائے۔

مملکت
ہفتہ وار
جلد ۳ | ۶ امرداد ۱۳۵۶ف | نمبر (۹)

من انداز قدت را می شناسم

ہمیں اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ حیدرآباد کی ہندو قیادت ابتدا ہی سے احساس کمتری کا شکار رہی ہے۔ توقع تھی کہ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ احساس کمتری کم تر ہوتا جائے گا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شدید تر ہوتا جارہا ہے۔

احساس کمتری کا اظہار مختلف طریقوں سے ہوتا رہا ہے۔ کبھی یہ احساس ہندو لیڈروں کو وزارت کی کرسیوں کا خواہشمند بنا دیتا ہے تو کبھی انہیں برطانوی ہند کے لیڈروں کی خوشہ چینی یا زیادہ صحیح معنوں میں نقالی پر مجبور کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ مترتب ہو رہا ہے کہ یہ لیڈر انہی اصطلاحات میں گفتگو کرنے لگے ہیں جو برطانوی ہند میں مروج ہیں، مثلاً شہری آزادی، ذمہ دارانہ حکومت، عددی اکثریت، منصفانہ تقسیم دولت وغیرہ۔ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ مقامی ہندو لیڈر حیدرآباد کے مسائل کو تو ان کے اصلی رنگ میں دیکھتے ہیں اور نہ حیدرآباد کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے لیڈر برطانوی ہند کے اخبارات و رسائل اور کانگریسی یا اشتراکی جماعتوں کا شائع کردہ لٹریچر پڑھ کر لیڈر بنے ہیں۔ عوام کو مرعوب کرنے اور ان پر اپنا اثر قائم کرنے کے لئے ان کے نزدیک ایک موثر حربہ یہ ہے کہ کسی کانگریسی یا اشتراکی لیڈر کی رائے نقل کردیں۔ ان طریقوں سے عوام پر اپنا اثر اور رعب قائم کرکے یہ حضرات توقع کرتے ہیں کہ جس طرح حکومت ہند برطانوی ہند کے لیڈروں کو وقعت دیتی ہے حکومت حیدرآباد بھی اسی طرح ان مقامی لیڈروں کو وقعت دے گی اور ان سے مشورے کرے گی۔ ہمارے ہندو قائدین کی قیادت کا محرک اور سرچشمہ عوام کی خدمت گزاری کبھی نہیں رہی اور نہ مسائل ملک کے تجزیہ نے انہیں یہ قیادت عطا کی ہے۔ ان کی قیادت مستعار لی ہوئی قیادت ہے۔ یہ ایک عکس ناقص ہے برطانوی ہند کے قائدین کی قیادت کا۔

محض آواز بازگشت

آج کل جبکہ مسٹر [illegible] جاری، غیر جماعتی قائدین اور ہندو اخبارات برطانوی ہند میں قومی حکومت کا نعرہ بلند کر رہے ہیں ہمارے قائدین نے بھی یہی نعرہ یہاں بلند کرنا شروع کردیا ہے۔ آندھرا کانفرنس کا خطبہ صدارت پڑھیے، مہاراشٹرا کانفرنس کے خطبہ صدارت کا مطالعہ کیجئے ان میں برطانوی ہند کے لیڈروں کی آواز بازگشت کے سوا اور کچھ نہیں۔ ان ہر دو خطبات میں اور نیز قراردادوں کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ حیدرآباد میں قومی حکومت قائم کی جائے۔ اگر ہمارے ہندو قائدین حیدرآباد اور ہندوستان کے سیاسی حالات سے واقف ہوتے تو وہ اس بات سے بے خبر نہ ہوتے کہ حیدرآباد کے اندر کا مرکز دنیا میں ہے۔ جب کانگریس اپنی پچاس سالہ تنظیم اور بین الاقوامی شہرت کے باوجود حکومت ہند کو اس کے موقف سے ہٹا نہ سکی تو ہمارے نقلی قائدین کی یہ توقع کہ وہ حکومت ہند کو مرعوب کرلیں گے اگر افسوسناک نہ ہوتی تو مضحکہ خیز ہوتی۔ حیدرآباد میں قومی حکومت کا قیام اس امر کے مترادف ہے کہ حکومت ہند لارڈ ریڈنگ کے نظریہ پر ہنسی خوشی کو خیرباد کہہ دے اور بٹلر کمیٹی کی رپورٹ کو سپرد طاق نسیاں کردے۔ حیدرآباد میں قومی حکومت سے یہی معنے ہیں کہ دہلی پر ہمارا جور و کشش قائم ہو جائے، ممالک محروسہ سے جاگیریں برخاست ہو جائیں اور سکہ حالی کا چلن ممنوع قرار پائے وغیرہ۔ کیا مسٹر سری دہر نائک صدر مہاراشٹرا کانفرنس اور مسٹر وینکٹ رنگا ریڈی صدر آندھرا کانفرنس نے قومی حکومت کے مطالبہ کے ان مضمرات کو سمجھ بوجھ کر خطبات صدارت پڑھے؟ مسٹر سری دہر نائک اور مسٹر وینکٹ رنگا ریڈی سے یہ سوال کرنا خود ہماری غلطی ہے۔ ہمیں سوال کرنا چاہئے ایک طرف مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور مسٹر ونائک راؤ سے اور دوسری طرف مسٹر نرسنگ راؤ اور مسٹر بی رام کشن راؤ سے۔ سر تیج بہادر سپرو اور رائٹ آنریبل مسٹر جیکر کی کوشش مصالحت کے باوجود گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو جو چیز حکومت ہند سے حاصل نہ کرسکے کیا مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور مسٹر بی رام کشن راؤ وہی چیز حکومت ہند سے حیدرآباد کی حد تک حاصل کرسکیں گے؟ کاش قومی حکومت کا حصول اتنا ہی آسان ہوتا اور کاش حکومت ہند اتنی ہی معمولی ہوتی جتنی کہ مسٹر رام کشن راؤ سمجھ رہے ہیں! یہ کونسی منطق ہے؟

اس اصولی بحث سے ہٹ کر ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ وزرائے حکومت پر مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور مسٹر بی رام کشن راؤ کو کس اعتبار سے فوقیت حاصل ہے؟ اگر ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ عوام کے نمائندے ہیں تو انہیں یہ بتانا پڑے گا کہ عوام کی معاشی خوشحالی اور معاشرتی ترقی کے لئے انہوں نے کیا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت نے اس خصوص میں جو کام انجام دئے ہیں وہ ان لیڈروں کے وہم و گمان سے بالاتر ہیں۔ عوام کی نمائندگی کا دعویٰ کسی ایسی اساس پر مبنی نہیں ہے جو ٹھوس اور حقیقی ہو۔ تلنگانہ کی اکثریت پٹیل، پٹواری، دیشمکھ اور بڑے زمینداروں کے مظالم اور استحصال ناجائز کا شکار رہی ہوئی ہے۔ اگر مسٹر رام کشن راؤ اور مسٹر نرسنگ راؤ تلنگانہ کی اکثریت کو مذکورہ بالا طبقات نیز کومٹیوں اور ساہوکاروں کے چنگل سے نجات دلاتے تو یہ کہا جاسکتا کہ مسٹر رام کشن راؤ اور مسٹر نرسنگ راؤ تلنگانہ کے کاشتکاروں کے نمائندے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسٹر رام کشن راؤ اور مسٹر نرسنگ راؤ کے دعوئے نمائندگی کے مقابلہ میں مسٹر شیخ احمد خاں ریڈی سے کے مزدوروں کی نمائندگی کا دعویٰ زیادہ صحت کے ساتھ کرسکتے ہیں۔ یہی حال مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور مسٹر ونائک راؤ کا ہے۔ علاقہ مرہٹواڑی کی اکثریت بھی دوسرے علاقوں کی طرح پٹیل، پٹواری، دیشمکھ اور بڑے وطنداروں کے معاشی دست برد کا شکار رہی ہے۔ کیا مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا یا مسٹر ونائک راؤ یہ دعویٰ کرسکتے ہیں کہ انہوں نے مرہٹواڑی کی غریب رعایا کو افلاس کے چنگل سے نجات دلائی؟ غریب رعایا کی فلاح و بہبود کی جو خدمت انجام دی گئی ہے وہ حکومت نے انجام دی ہے۔ باؤلیاں حکومت نے کھدوائیں، تالاب حکومت نے تعمیر کئے، مدرسے اور شفاخانے حکومت نے کھولے، قانون سودخواراں اور قانون انتقال اراضی حکومت نے نافذ کئے، انجمن ہائے امداد باہمی اور انجمن ہائے مصالحت قرضہ حکومت نے قائم کیں۔ غرض جو بھی کام انجام پایا وہ حکومت کی جانب سے اور لیڈروں کی کج بحثی اور تعصب کے باوجود۔ حکومت کے ان کارناموں کو گنا کر ہم حکومت کی ستائش کرنا نہیں چاہتے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ حکومت نے محض اپنا فرض ادا کیا اور حکومت عوام پر اپنا احسان نہیں جتا سکتی۔ لیکن جب کوئی لیڈر عوام کی نمائندگی کا دعویٰ کرے تو یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ رعایا کی خدمت کرے حکومت اور نمائندگی کرے لیڈر یہ کونسی منطق ہے؟

لطیفہ: سادہ لوحی

حیدرآباد میں قومی حکومت کا مطالبہ کرنے والے یہ چاہتے ہیں کہ مسٹر نرسنگ راؤ، مسٹر بی رام کشن راؤ، مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیا اور پنڈت راما چاری کو وزارت کی کرسیاں عطا کی جائیں۔ اگر ان کے مطالبہ کا اس کے سوا کوئی اور مطلب ہے تو وہ براہ کرم واضح فرمادیں۔

آندھرا کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں مسٹر رام کشن راؤ نے قومی حکومت سے متعلق ایک قرارداد پیش کی تھی۔ بظاہر یہ قرارداد بے حد سادہ ہے۔ اس قرارداد میں استدعا کی گئی ہے [illegible] وزارت میں مجلس اتحاد المسلمین [illegible] کی جائیں۔ [illegible] بہت برہم ہوگئے اور جب مسلمان [illegible] کو اپنے ساتھ شریک کرکے آندھرا کانفرنس کو ایک قومی جماعت ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے اسی قریب [illegible] مسٹر رام کشن راؤ نے کان پکڑ کر نکال دیا اور اس طرح اپنے قومی حکومت کے مطالبہ کا خود پول کھول دیا۔ وہ حکومت قومی نہیں ہے جس میں کم از کم دو وزیر آندھرا کانفرنس کے دو وزیر مہاراشٹرا کانفرنس کے اور کم از کم ایک وزیر کرناٹک پریشد کا شامل نہ ہو۔ [illegible] احمد علی خان صاحب [illegible] مسٹر رنگا راؤ نے عرصہ ہوا ایک کرسی عثمان صاحب موصوف کے لئے مختص کردی تھی۔ جس طرح یہ چھ افراد ہماری قومی حکومت کے معزز صدر اعظم و معزز وزراء ہوں گے۔

جس طریقے سے قومی حکومت کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ چند افراد جنہوں نے عوام سے کسی قسم کی [illegible] ایک تعلیم [illegible] اور عوام کو چند مغالطوں میں مبتلا کر رکھا ہے وہ کھڑے ہوتے ہیں اور [illegible] یہ درخواست کرتے ہیں کہ موجودہ وزراء کے بجائے ہمیں [illegible] بنایا جائے۔ اگر یہ اندازہ [illegible] ہے تو [illegible] صرف حکومت [illegible] میں تبدیلی نہیں ہو رہی ہے اور محض افراد کی تبدیلی مقصود ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ وزراء [illegible] چھ افراد کا [illegible] کیوں ترجیح دی جائے۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان چھ افراد میں کون سے [illegible] کہ انہیں وزیر بنا دیا جائے [illegible] چھ ناموں کی فہرست کے مقابلہ میں [illegible] ناموں کی بہتر فہرست پیش کر سکتے ہیں۔

بہر حال قومی حکومت کا یہ مطالبہ [illegible] ہے۔ اگر ہندو اور مسلم جماعتوں میں مفاہمت ممکن نہیں ہے اور [illegible] پبلک کارکن باہمی اختلافات کو دور کرکے حقیقی حالات سے [illegible] تیار نہیں ہیں تو انہیں قومی حکومت کے [illegible] مطالبہ کو چھوڑ کر [illegible] مطالبہ تراش لینا چاہئے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ملک پر بڑا احسان ہوگا۔

کیا حیدرآباد میں شہری آزادیاں مفقود ہیں؟

جو لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ حیدرآباد میں پبلک جلسے [illegible] قیود و بندشوں کی وجہ سے جلسے نہیں ہونے [illegible] انہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ پچھلے چھ مہینوں میں حیدرآباد میں سب سے زیادہ جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ پچھلے چھ مہینوں میں جو اہم کانفرنسیں منعقد ہوئیں ان میں [illegible] آریہ کانفرنس، ہندو کانفرنس نظام آباد، [illegible] آندھرا کانفرنس اور مہاراشٹرا پریشد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مجلس اتحاد المسلمین نے بھی کئی ضلع کانفرنسیں منعقد کیں اور کئی میلاد کے جلسے بھی ہوئے۔ آریہ سماجیوں نے آریہ سماج کا جشن طلائی اور یوم شردھانند منایا اور [illegible] جلوس بھی نکالے۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کی [illegible] شاخوں نے پورے ملک [illegible] منایا۔ آریہ سماجیوں نے ستیارتھ پرکاش ہفتہ بھی منایا۔ ان میں سے چند تقریبوں میں [illegible] ہند کے آریہ سماجی لیڈروں نے شرکت کی اور تقریریں بھی کیں۔

کرناٹک ساہتیہ سنگ گلبرگہ کی طرف سے [illegible] کا ہفتہ منایا گیا۔ اس کے علاوہ [illegible] گیتا کے فلسفہ پر بحث و مباحثہ بھی ہوتا رہا۔ ان مباحث میں باہر کے کئی مقررین نے حصہ لیا۔ [illegible] کے منڈپ میں [illegible] منعقد کیا گیا۔ اس میں [illegible] صدر المہام بہادر امور مذہبی نے بھی شرکت کی اور ۱۵۰۰ روپے بطور عطیہ دیئے۔

گلبرگہ میں مقامی جین انجمن نے [illegible] صاحب کے یوم ولادت کی تقریب میں ایک جلسہ منعقد کیا اور ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں [illegible] کی نقل و حرکت پر سے امتناع کی برخاستگی پر حکومت کا شکریہ ادا کیا گیا۔

سکھوں نے سری سرودار گرو گوبند سنگھ جی کا یوم ولادت منایا۔ اس تقریب میں نشر گاہ حیدرآباد سے تقریریں بھی نشر کی گئیں۔ گلبرگہ کی [illegible] پچاس ہزار سے زیادہ [illegible] نے شرکت کی۔ (معلومات حیدرآباد)

پبلک کارکنوں کے مشاغل

حیدرآباد [illegible] آندھرا [illegible] ہندو کانفرنس کے انعقاد کی اجازت [illegible] کی تیاریاں [illegible] صدر مسٹر [illegible] منتخب ہوئے۔

[illegible] ہندو کانفرنس کی مجلس [illegible] کا ایک جلسہ منعقد ہوا [illegible] جائے گا۔

کرناٹک کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس بمقام [illegible] امرداد کو منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کی صدارت مسٹر [illegible] چاری کریں گے۔ اس جلسہ میں کانفرنس کے انعقاد کے قیام اور تاریخ کا تعین کیا جائے گا۔

مسٹر [illegible] کی صدارت میں [illegible] کا چوتھا سالانہ جلسہ جو [illegible] منعقد ہوا کانفرنس میں [illegible] مسٹر [illegible] صدر کرناٹک کانفرنس اور مسٹر [illegible] آندھرا کانفرنس نے بھی شرکت کی۔ خطبہ صدارت کے بعد مسٹر [illegible] نے کانفرنس کو مخاطب کیا۔ انہوں نے کہا کہ آندھرا اور مہاراشٹرا دونوں کانفرنسوں کے اغراض و مقاصد ایک ہیں۔ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ عوام سے قریبی ربط رکھنے کے لئے ان کانفرنسوں کا باہمی ربط ضروری ہے۔ مسٹر [illegible] نے بھی کرناٹک کانفرنس کی طرف سے جلسہ کو مخاطب کیا۔

مہاراشٹرا پریشد کے چوتھے سالانہ جلسہ میں ایک قرارداد کے ذریعہ حیدرآباد اسٹیٹ کانفرنس پر سے امتناع اٹھانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس قرارداد میں دیگر امور کے علاوہ یہ کہا گیا کہ اسٹیٹ کانگریس [illegible] ذمہ دار حکومت قائم کرنا چاہتی تھی۔ [illegible] قرارداد کے ذریعہ حکومت سے [illegible] پالیسی [illegible] کی خواہش کی گئی۔

آریہ کمار سبھا [illegible] کا سالانہ جلسہ [illegible] امرداد سے شروع ہوگا جس میں [illegible] پنڈت [illegible] شاستری وغیرہ تقریریں کریں گے۔

مسٹر [illegible] مسٹر [illegible] مسٹر [illegible] اور مسٹر [illegible] کانفرنس کے سلسلہ میں [illegible] گئے تھے واپس آگئے۔

[illegible] ہندی پرچار [illegible] کی طرف سے [illegible] ماہ آبان [illegible] ہندی [illegible] امتحانات کے لئے [illegible] مراکز مقرر کئے گئے ہیں۔

[illegible] ایک قرارداد کے ذریعہ [illegible] جوشی کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

[illegible] آریہ سماج [illegible] سالانہ جلسہ زیر صدارت [illegible] شاستری منعقد ہوا [illegible]

(بقیہ صفحہ ۱۱)

موجودہ جنگ اور ترکی کی خارجی حکمت عملی

از

مسٹر گنیش پرشاد

ترکی کی خارجی حکمت عملی کو بین الاقوامی صورت حال کی بنا پر سمجھنا چاہئے۔ اس سے بین الاقوامی سیاسی اور فوجی حالات کے نشیب و فراز کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ جنگ میں ترکی کی حکمت عملی تناقض سے مملو تھی۔ یہ تناقض اس کے معاشی، سیاسی، فوجی اور جغرافی حالات کا نتیجہ تھا۔ معاشی اعتبار سے ترکی نے دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی مدد سے حقیقی ترقی شروع کی۔ سیاسی اعتبار سے انگلستان اور فرانس سے ترکی کے تعلقات گہرے تھے اور جرمنی سے خوشگوار تعلقات قائم تھے۔ عام باشندوں کو سوویٹ روس سے ہمدردی بھی تھی کیونکہ افغانستان کے بعد روس دوسرا ملک تھا جس نے ترکی کی آزادی کو تسلیم کیا تھا اور ترکوں کی تحریک آزادی میں مدد کی تھی۔ فوجی اعتبار سے ترکی درجہ دوم کی قوت ہونے کی وجہ سے موجودہ عالمگیر ہیجان میں آزادانہ روش نہیں اختیار کر سکتا تھا۔ جغرافی اعتبار سے ترکی بڑے بڑے طاقتور دول کے بیچ میں گھرا ہوا ہے۔ اس کا موقف بہت نازک ہے۔ اگر جرمنی ترکی پر مسلط ہو جائے تو سوویٹ روس اور سلطنت برطانیہ کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اگر روس ترکی پر تسلط حاصل کرے تو یورپین تہذیب خطرہ میں گھر جاتی ہے۔ اگر جرمنی یا برطانیہ کا ترکی پر قبضہ ہو تو سوویٹ روس خطرہ میں پڑ جاتا ہے اس لئے یہ تینوں ممالک ترکی کی دوستی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان ملکوں کا مفاد اسی میں ہے کہ ترکی کی آزادی محفوظ رہے۔ ان حالات میں ترکی کے مدبرین کو احتیاط سے قدم اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ ذرا سی لغزش ترکی کو جنگ میں الجھا سکتی ہے۔ غرض ترکی کی خارجی حکمت عملی کو سمجھنے کے لئے اس پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

پہلا دور

موجودہ جنگ میں ترکی کی خارجی حکمت عملی کو تین دوروں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور فن لینڈ اور روس کی جنگ کے اختتام پر ختم ہو گیا۔ دوسرا دور روس اور جرمنی کی جنگ کے آغاز پر ختم ہوا اور تیسرا دور چل رہا ہے۔ پہلے دور کی خصوصیات کیا تھیں اور ترکی کی خارجی حکمت عملی کا رخ کیا تھا؟ انگلستان اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اعلان جنگ سے پہلے وہ کمک جو درحقیقت ضروری تھی اس میں سوویٹ روس شامل نہ تھا۔ جرمنی اور روس کے مابین معاہدہ عدم اقدام کی تکمیل کے بعد روس اپنی مغربی سرحدوں کی حفاظت میں مصروف ہوا۔

سوویٹ روس نے ترکی کو ایک باہمی امداد کا معاہدہ کرنے کے لئے مدعو کیا۔ مسٹر سراج اوغلو جو اس وقت وزیر خارجہ تھے ماسکو روانہ ہوئے۔ ماسکو میں ایک طرف معاہدہ کی گفتگو ہو رہی تھی کہ دوسری طرف ترکی مدبرین نے فرانس اور انگلستان سے اتحاد ثلاثہ کا معاہدہ کرنے کی گفتگو شروع کر دی (اکتوبر ۱۹۳۹ء)۔ ماسکو کی گفت و شنید ناکام رہی اور فرانس، انگلستان اور ترکی کے مابین معاہدہ ہو گیا۔ ماسکو کی گفتگو ناکام ہونے کی کیا وجہ تھی؟ ترکی نے روس سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اگر جرمنی حملہ آور ہو تو روس اس کی مدد کرے۔ روس کو یہ توقع تھی کہ اس کے معاوضہ میں ترکی میثاق مانٹرو کے تحت اپنے اختیار کو استعمال کر کے بحر اسود کا راستہ بیرونی دول کے لئے بند کر دے گا۔ ترکی نے اس سے انکار کیا۔ ترکی مدبرین کا منشا روس سے معاہدہ کرنا نہ تھا۔ مسٹر اوغلو ماسکو اس لئے نہیں گئے تھے کہ کوئی معاہدہ کریں بلکہ وہ روس کی حکمت عملی کو سمجھنا چاہتے تھے۔ یکم نومبر کو مولوٹوف نے ترکی کو متنبہ کیا تھا کہ "وہ غیر جانبداری کی پالیسی کو ترک کر رہا ہے"۔ ترکی نے اس کی پروا نہیں کی۔

روس اور فن لینڈ کے مابین جب جنگ چھڑی تو (۳۰ نومبر ۱۹۳۹ء تا ۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء) ترکی جرائد متحدین کی پالیسی کی ترجمانی کر رہے تھے اور متحدین کے جرائد سے زیادہ روس کے مخالف تھے۔ متحدین کی کوشش تھی کہ ترکی کو روس سے الجھا دیں لیکن ترکی اعتدال پسند رہا۔ ترکی کی پالیسی کو صاف اور سیدھی کہا جا رہا تھا۔ فروری ۱۹۴۰ء میں جب بلقان کانفرنس منعقد ہوئی تو ترکی کی کوشش تھی کہ اتحاد بلقان کو بیرونی حملے کے مقابلے میں استعمال کرے۔ مسٹر سراج اوغلو نے ترکی جرائد سے اس وقت کہا تھا کہ اتحاد بلقان کو بلقان سے باہر کسی قوت کی مداخلت یا حملے کے مقابلہ میں متحد ہونا چاہئے۔ یہ بیرونی طاقت کونسی تھی؟ یہ اشارہ جرمنی کی طرف نہیں تھا کیونکہ جرمنی اس وقت جنگ کو بلقان تک وسعت دینا نہیں چاہتا تھا جب تک کہ اس کو اس علاقہ سے پیداوار فراہم ملتی رہے۔ بلقان کانفرنس کا مقصد یقیناً سوویٹ کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرنا تھا۔ ترکی اخبار "ینی صباح" نے اس وقت لکھا تھا کہ بحر اسود میں سوویٹ روس کے بیڑے کی نقل و حرکت بے محل ہے۔ خطرہ کی صورت میں روسی بیڑے کے مقابلے کے لئے برطانوی اور فرانسیسی بحریہ کی فوری مدد حاصل رہے گی۔ لیکن روس اور فن لینڈ کی جنگ ختم ہوتے ہی ترکی کا لہجہ بدل گیا اور ڈاکٹر سیدام نے ایک نشری تقریر میں کہا کہ "ہم سوویٹ پر حملہ کرنا نہیں چاہتے اور ہمیں یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ روس اس وقت ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے"۔

دوسرا دور

دوسرا دور اپریل ۱۹۴۰ء سے شروع ہوتا ہے اور روس و جرمنی کی لڑائی کے آغاز پر ختم ہوتا ہے۔ اس دور میں متحدین کو پسپائیاں ہوئیں۔ فرانس کو شکست ہوئی۔ ترکی حکمران ان واقعات سے متاثر ہو کر سوویٹ سے دوستی کو بحال کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مسٹر [illegible] کو ماسکو روانہ کیا گیا۔
اس دور میں جو بین الاقوامی واقعات رونما ہوئے ان کا ترکی پر کیا اثر پڑا؟ فرانس کی شکست کے بعد برطانیہ متردد تھا اس سے ترکی کی رائے عامہ بھی متاثر ہوئی۔ جولائی ۱۹۴۰ء میں ترکی اور جرمنی کے مابین ایک تجارتی معاہدہ ہوا۔ ترکی نے دول محور سے اپنے تعلقات کو بہتر بنانے پر آمادگی ظاہر کی مگر برطانیہ سے اپنے مستحکم روابط کو ترک کرنے تیار نہیں ہوا۔ وہ دونوں متحاربین سے خوشگوار تعلقات رکھنا چاہتا تھا۔ فرانس کی شکست کے بعد بلقان میں سیاسی ہلچل شروع ہوئی۔ بلقان میں جرمنی کے تسلط کو روس پسند نہیں کرتا تھا۔ اس نے برطانیہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا مگر برطانیہ سمجھتا تھا کہ وہ تنہا جرمن خطرہ کا مقابلہ کرے گا۔ رجحان یہ پایا جاتا تھا کہ جرمنی سے زیادہ سوویٹ کے اثرات خطرناک ہیں۔ برطانیہ سے یہ اطمینان حاصل ہونے کے بعد کہ بلقان روس کے زیر اثر نہیں آئے گا ترکی اپنی سرحد کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوا۔ جب جرمن فوجیں رومانیہ میں داخل ہوئیں ترکی مدبرین کو اپنی سرحدوں کی حفاظت کی فکر لاحق ہوئی۔ یہ توقع کی جانے لگی کہ سوویٹ روس کا مفاد اسی میں ہے کہ ترکی کی آزادی برقرار رہے۔ اس وقت اخبار "اولوس" نے لکھا تھا کہ "ترکی خواہ مخواہ غیر ضروری طور پر تنہا نہیں رہ جائے گا" جس کا مطلب یہ تھا کہ دوسری قوتیں اس کی آزادی کی حفاظت کریں گی۔ اس کے بعد سے ترکی نے سوویٹ روس سے اپنے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش شروع کی۔

سوویٹ روس سے تعلقات بہتر بنانے کے بعد اور بلقان کو سرخ خطرے سے بچانے کا کام برطانیہ کے سپرد کر کے ترکی اپنی سرحد کو جرمن فوجوں کے حملے سے محفوظ رکھنے کی طرف متوجہ ہوا۔ پہلے پہل ترکی نے برطانیہ اور یونان سے بلقان میں اشتراک عمل کرنے پر رضامندی ظاہر کی لیکن جوں ہی بلغاریہ میں جرمن فوجیں داخل ہو گئیں یہ خیال ترک کر دیا گیا اور ترکی کو جرمن فوجوں سے اپنی سرحد محفوظ رکھنے کی فکر لاحق ہو گئی۔ بہرحال ترکی اور برطانیہ کے سیاسی واقعات سے اثر نہیں پڑا۔ سوویٹ روس چاہتا تھا کہ بلقان پر جرمن تسلط کو پھیلنے نہ دیا جائے۔ جب جرمن فوجوں نے بلغاریہ پر قبضہ کر لیا تو روس نے یہ اشارہ کیا کہ ترکی بلغاریہ کی طرح بزدل ثابت نہ ہوگا۔ اس کے یہ معنی تھے کہ سوویٹ روس کی مدد سے جرمن دباؤ کا مقابلہ کیا جائے۔ اس کے دو روز بعد ۲۴ مارچ کو سوویٹ روس اور ترکی نے ایک مشترکہ اعلان پر دستخط کئے۔ اس اعلان کے ذریعہ ترکی کو جرمنی کے خلاف روس کی امداد کی ضمانت دی گئی۔ مگر جب سارے یورپ پر ہٹلر کا قبضہ ہو گیا ترکی کی حالت نازک

(بقیہ ملاحظہ صفحہ ۹)

مابعد جنگ ترقیوں کے خاکے

مرکزی مجلس اور سرکاری و غیر سرکاری ارکان کی بارہ ذیلی کمیٹیاں

حضرت بندگان عالی نے جنگ کے بعد کی ترقیوں اور تعمیر جدید کے خاکوں کے لئے ایک مجلس کے قیام کی منظوری صادر فرمائی ہے جس میں سرکاری اور غیر سرکاری رکن شریک رہیں گے مجلس جنگ کے بعد کی ترقیوں اور تعمیر جدید کے جملہ مسائل پر غور کرے گی ان میں صنعت و حرفت زراعت جنگلات رسل و رسائل صحت عامہ فنی تعلیم مالیات زراعت بنک کاری تبادلہ اور تجارت شامل رہیں گے۔ سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی بارہ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی جو تمام متعلقہ مسئلوں کا مطالعہ کریں گی ایک نئی معتمدی کے قیام کی تجویز بھی منظور فرمائی گئی ہے جس میں آٹھ شعبے ہوں گے اور یہ معتمدی معتمد کے تحت کام کرے گی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ابتدائی منزلوں میں معتمدی کا سالانہ خرچ دو لاکھ ہوگا۔

جنگ کے بعد کی تعمیر جدید اور ترقی کے مسائل حکومت سرکار عالی کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں۔ حیدرآباد ابھی صنعتی میدان میں پیچھے ہے مگر وسیع صنعتی ذرائع رکھتا ہے اور یہاں خام مال بھی فراوانی سے میسر آسکتا ہے اگر حیدرآباد جنگ کے بعد معاشی ترقی اور تعمیر جدید کے کام کا آغاز کرنے والا ہے تو ابھی سے اس کی تیاری کی ضرورت ہے موجودہ وقت سے کہ جنگ کے ختم ہونے تک کی مدت ایسی ہے کہ تعمیر جدید کے خاکوں اور تجویزوں کو تیار کیا جا سکتا ہے۔

اس وقت جنگ کے سلسلہ میں جو لوگ فنی و غیر فنی کاموں پر متعین رہے ہیں انہیں امن کے زمانہ کی ضرورتوں میں مصروف کرانے کا مسئلہ بھی اس اسکیم کا ایک جزو ہے۔ حیدرآباد کے سپاہیوں اور فوجی عہدہ داروں کے لئے جنہوں نے فنی تربیت نہیں پائی ہے مناسب اور موزوں جگہوں کے انتخاب کے مسئلہ پر غور کیا جائے گا۔ جو لوگ فنی تربیت پا چکے ہیں ان کے لئے بھی کام نکالنے کی ضرورت ہوگی۔ جنگ کے دوران میں جو سائنٹفک اور صنعتی مجلس قائم کی گئی ہے اسے مستقل اور وسیع بنیادوں پر جنگ کے بعد بھی قائم رکھنا ہوگا۔

زراعت اسکیم کا اہم جزو رہے گی

زرعی پیداوار کی نوعیت اور مقدار میں ترقی اور کاشتکار طبقہ کی فلاح کے سلسلہ میں جو کام کیا جائے گا اسے مندرجہ ذیل عنوانوں کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ آب پاشی کی ترقی اور پانی سے برقی قوت کے حصول میں اضافہ۔

۲۔ رسل و رسائل میں ترقی۔

۳۔ زراعت پر سائنٹفک تحقیقات

۴۔ تجرباتی مزرعوں میں ترقی

۵۔ زرعی مدرسوں اور کالجوں کا قیام

۶۔ مختلف علاقوں کے خام مال کی بنیاد پر دیہی صنعتوں کی ترقی۔

۷۔ جنگلات سے متعلق نئی پالیسی کا قیام، جنگلات کی پیداوار اور وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ

۸۔ مویشیوں کی علاج اور نسل کی اصلاح۔

۹۔ نو آبادیوں کا قیام

۱۰۔ ملک کے قدیم باشندوں اور پست طبقوں کی بہتری کی تدابیر۔

سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی مجلس

تجویز کی گئی ہے کہ جنگ کے بعد کے تعمیری خاکوں کی مجلس ہز اکسلنسی صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کی صدارت میں قائم کی جائے۔ اس مجلس کے اراکین ان ذیلی کمیٹیوں کے صدر ہوں گے جن کا ذکر آگے آئے گا۔ اس مجلس میں سرکاری اور غیر سرکاری اراکین بھی نامزد کئے جائیں گے۔ بلحاظ تعمیری تجویزوں کے تعلق کے معتمد اس مجلس کے بھی معتمد رہیں گے۔

اس مجلس کا مقصد یہ ہوگا کہ جنگ کے بعد کی ترقی اور تعمیر جدید کے مسئلوں پر غور کرے۔ ان میں زراعت اور جنگلات بھی کام کرنے والوں کو نئے کاموں میں مصروف کرانے کا انتظام، سائنٹفک تحقیقات، حکومت کے تعمیری کام، رسل و رسائل، صحت عامہ اور فنی تعلیم جیسے مسائل شریک رہیں گے۔ یہ مجلس وسیع بنیادوں پر لائحہ عمل تیار کرکے اپنی مقررہ کمیٹیوں سے تعاون عمل کرے گی۔

بارہ کمیٹیوں کی تشکیل

مجلس، مندرجہ ذیل بارہ کمیٹیاں مقرر کرے گی جس میں سرکاری اور غیر سرکاری اراکین رہیں گے۔

۱۔ آب پاشی اور برقی قوت کی کمیٹی جس میں آب پاشی اور نظام ساگر کی ترقی کی مجلسوں، آب پاشی کے بجٹ کی مجلس، آبرسانی کی مجلس اور برقی قوت اور قحط کی مجلسوں کے نمائندے رہیں گے۔

۲۔ تعمیری صنعتوں کی کمیٹی۔

۳۔ چھوٹے پیمانے اور گھریلو صنعتوں کی کمیٹی

۴۔ مندرجہ بالا صنعتوں کے علاوہ دوسری صنعتوں کی کمیٹی۔

۵۔ ریلوے کے علاوہ حکومت کے تعمیری کاموں اور رسل و رسائل کی کمیٹی (اس کمیٹی میں ریلوے کا نمائندہ شریک رہے گا)۔

۶۔ سائنٹفک اور صنعتی تحقیقات کی کمیٹی۔

۷۔ تعلیمی کمیٹی (جس میں فنی اور زرعی تعلیم کا زیادہ لحاظ رکھا جائے گا)

۸۔ معدنی وسائل کی کمیٹی

۹۔ دیہی ترقیات کی کمیٹی (اس سلسلہ میں صحت کا بھی لحاظ رکھا جائے گا) دو کمیٹیاں قائم کرنی ہوں گی۔

۱۰۔ جنگی کام کرنے والوں سے متعلق کمیٹی

۱۱۔ صحت عامہ کی کمیٹی۔

۱۲۔ مالیات زراعت، بنک کاری، تبادلہ اور تجارت کی کمیٹی

ان کمیٹیوں کے لئے موزوں سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی نامزدگی مجلس کرے گی۔ کمیٹیوں کو یہ حق ہوگا کہ وہ حیدرآباد کے باہر کے ممتاز حضرات سے مشورہ کریں یا رکن کی حیثیت سے انہیں کمیٹیوں میں شریک کریں۔

ایک نئی معتمدی کا قیام

اس سارے انتظام کی ذمہ داری معتمدی پر عائد ہوگی۔ جس کے مندرجہ ذیل شعبے ہوں گے۔

۱۔ آب پاشی اور برقی قوت

۲۔ ریلوے کے علاوہ تعمیری اور رسل و رسائل کے کام

۳۔ سائنٹفک اور صنعتی تحقیقات۔

۴۔ فنی تعلیم جس میں زرعی تعلیم بھی شریک رہے گی

۵۔ صنعتی کاموں کا جائزہ اور دریافت۔ اس میں دو ذیلی شعبے ہوں گے۔

(الف) اچھے پیمانے کی اور گھریلو صنعتیں

(ب) بڑے پیمانے کی صنعتیں

۶۔ جنگی کام کرنے والوں کا شعبہ

۷۔ زراعت جنگلات اور حیوانات

۸۔ معدنی وسائل۔

اس تعمیری خاکوں کے محکمہ کی حیثیت حکومت کے دوسرے محکموں کی جیسی ہوگی اور یہ باب حکومت کے ایک صدر المہام کے تحت رہے گا۔ جن کی حیثیت مجلس میں نائب صدر کی ہوگی۔ صدر المہام متعلقہ کمیٹیوں کی طرف سے مختلف محکموں سے مواد جمع کریں گے اور حیدرآباد کے باہر کے فنی، کاروباری اور دوسرے حلقوں سے ربط قائم کرکے ضروری مشورہ اور رہنمائی بھی حاصل کریں گے۔

اس انتظام کے تمام خرچ کا بار حکومت سرکار عالی کے محاصل پر پڑے گا۔ اس کام کی اہمیت اور جن بنیادوں پر اسے چلانے کی تجویز کی گئی ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے حیدرآباد اس پر بڑی رقم صرف کرنے تیار رہے گا۔ ابتدائی منزل میں جو ضرورتیں پیش آئیں گی سالانہ دو لاکھ کے صرفہ سے انہیں پورا کیا جائے گا۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

آموں کی نمائش (ایک سرخی)

آم دیکھنے کی چیز ہے ہی نہیں یہ تو کھانے کی چیز ہے البتہ مریضوں کے سامنے اس کی نمائش کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

"دو نیوز" کے توسط سے دو خبریں یہ خبر شائع ہوئی کہ ناظم صاحب چند احباب کے ساتھ موسم گرما کا آخری ہفتہ بسر کرنے کے لئے بنگلور تشریف لے گئے ہیں۔

اس کے دوسرے روز "دکن نیوز" نے یہ خبر شائع کی کہ ناظم صاحب مسٹر جناح سے بعض ضروری معاملات میں مشورہ کرنے کے لئے ناظم صاحب بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔

معاً روزنامہ سے نکلی ہوئی ایک خبر تمام اخبارات میں شائع ہوئی کہ مسٹر جناح کسی مقدمہ کے سلسلہ میں کراچی پہنچ چکے ہیں۔ اور ناظم صاحب کراچی پہنچ گئے ہیں۔

مت پریشان ہو کہ ناظم صاحب کا آخر کیا ہوا گیا۔ بنگلور گئے ہیں یا بمبئی یا کراچی ہیں۔ نمائش جاری ہے۔ "دکن نیوز" جو اس راز سے واقف ہے خاموش ہے۔

ایک مولوی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ

"کیا کوئی مسلمان اس بات کو برداشت کر سکتا ہے کہ محفل میلاد النبی صلعم میں کسی غلام غلامان رسول کی مدحت میں جو ناشائستہ پیش کیا جائے؟"

چونکہ مقامی مسلمان لیگی قوتوں کو برداشت کرتے ہیں اس لئے بانیان محفل میلاد بارگاہ رسالت میں بھی گستاخیاں کر گزرتے ہیں۔ یہ تو اپنی اپنی قیمت دینی کا معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان محفلوں میں شرکت کی سعادت سے اپنے آپ کو محروم رکھتے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ نا فہمی اس کو کیوں جائز رکھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیاسی اغراض کے لئے سب کچھ جائز ہے۔ آپ اپنے دل ہی دل میں سوچتے ہوں گے کہ آخر موجودہ اس حماقت پر کیوں خاموش ہے اس کا جواب یہ ہے کہ عبادت کی برقراری کے لئے ہر حماقت جائز ہے۔ فقط

ڈاکٹر عبید ... نے دکن کرانیکل میں مسلم ... اندیہ پر ایک خط شائع کیا ہے جس کے دوران میں انہوں نے

مسٹر فرحت اللہ نے ناظم اتحاد کو دعوت دی ہے کہ وہ گرانی جناس کے مسئلہ پر ایک پبلک مباحثہ میں شرکت کریں اور یہ توقع ظاہر کی ہے کہ:

"یقیناً وہ (ناظم تعذیہ) اور کمیٹی کی اصطلاح کا مفہوم نہیں سمجھا سکیں گے اور نہ ہم ایک دوسرے کو کسی طرح سمجھ سکیں گے"

ڈاکٹر عبید ... کو ہمارا مشورہ ہے کہ ایسے مباحثوں سے ان کا دور رہنا ہی بہتر ہے کیونکہ ناظم صاحب اللہ ... صاحب کی بحث سن کر یہی فرمائیں گے کہ یہ ... کی دلیل ہے اور عوام کو گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ حیدر آباد میں اللہ کے محاذ پر سب خیریت ہے۔

ہم خصوصیت کے ساتھ نیوز ایجنسیوں سے یہ استدعا کریں گے کہ وہ سرکاری محکموں کی خبریں دیتے وقت عہدہ دار کا نام لکھنے کے بجائے صرف اس کے عہدے کا نام لکھیں۔ (پیام)

اور صرف عہدہ داروں کے نام لکھے جائیں یا نہ لکھے جائیں ہمیں اس سے سروکار نہیں مگر نیوز ایجنسیوں سے ہم یہ استدعا کریں گے کہ وہ مولوی عبدالقادر صاحب (انسپکٹر جنرل نرخ اشیاء) کا نام ضرور شائع کریں۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہمیں اندیشہ ہے کہ گرانی اور بڑھ جائے گی۔

سالار دکن کرانیکل اپنے "چار مینار کی گپ" کے کالم میں دریافت کرتا ہے کہ آیا ... سیاسی ادارہ ہے یا نہیں؟ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ جب مقصد شورش برپا کرنا ہوتا ہے تو یہ سیاسی ادارہ بن جاتا ہے اور جب شورش کے نتیجے کے طور پر حکومت سخت گیری پر مجبور ہوتی ہے تو یہ شور مچایا جاتا ہے کہ حکومت مذہب میں مداخلت کر رہی ہے۔ اس ادارہ کا سیاسی یا مذہبی ہونا موقع محل پر بدلتی رہتی ہے۔

کسی نے غالب مرحوم سے پوچھا تھا کہ رتھ مذکر ہے یا مونث۔ غالب نے جواب دیا تھا کہ اگر اس میں مرد سوار ہوں تو مذکر اور اگر عورتیں سوار ہوں تو مونث۔ بالکل یہی حال ... کا ہے۔

مولوی سید احمد خان صاحب نے ... کرانیکل میں

سے اپنا تعلق منقطع کر لیا۔ (ایک خبر)

سیٹھ کشتی ڈوبی اس گیر دال کی ہے

مسٹر بی۔ ایم ... نے ایک نشری تقریر میں فرماتے ہیں کہ۔

"تمدن کسی خاص نسل، قوم یا مذہب کا خانگی سرمایہ نہیں بن سکتا۔ یہ عالمگیر ہے۔ جدید تمدن اور تعلیم نہ صرف فرقہ وارانہ ہم آہنگی بلکہ بین قومی ہم آہنگی کی بنیاد ہیں۔ آج کل دنیا کا رجحان یہی ہے کہ ایک عالمگیر برادری کی بنیاد ڈالی جائے۔"

اور یہ تو یاد ہی ہوگا کہ آندھرا تحریک جاری کی گئی بین الاقوامی ہم آہنگی اور عالمگیر برادری کی بنیاد رکھ دی گئی۔ آپ پوچھیں گے کہ اس تحریک میں آندھرا تہذیب اور آندھرا بھاشا کو مرکزی حیثیت کیوں دی گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ جدید تمدن اور تعلیم کا یہی تقاضا ہے اور آج کل دنیا کا رجحان یہی ہے۔

پاپا سو مدراس شہروں پر ہوائی حملوں کی مذمت فرماتے ہیں۔ (ایک خبر)

نقار خانہ میں طوطی کی آواز

عوام سے اپیل کی گئی ہے کہ ٹیلیفون کا استعمال کم کریں اور اگر استعمال ناگزیر ہو تو اس کی کوشش کی جائے کہ بات جلد از جلد ختم ہو جائے۔

مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ اگر بات سے بات پیدا ہو تو کیا کیا جائے۔

امتناع معاہدات آئندہ خرید و فروخت اجناس خوردنی

بہ لحاظ ان اختیارات کے جو قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ ... کے قاعدہ (۲۱) ضمن (۲) فقرہ (الف) کے تحت صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی کو حاصل ہیں۔ اعلان دفتر دیوانی ... (۲۹۲) مورخہ ... نسبت امتناع معاہدات آئندہ خرید و فروخت اجناس خوردنی میں حسب ذیل اجناس خوردنی کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۱۔ چاول	۲۔ جوار
۳۔ باجرہ	۴۔ تور
۵۔ گڑ	۶۔ مکی
۷۔ مرچ	۸۔ مسلّہ
۹۔ تل اور	۱۰۔ روغنیات

(معلومات عامہ)

کیا دول محور ترکی پر حملہ کریں گے؟

از

لیونارڈ کرشین

"ترکی کون سا رویہ اختیار کرے گا؟" یہ سوال محوریوں کے گروہ میں ہر ایک کے دل میں پیدا ہو رہا ہوگا۔ ترکی کی بنیادی پالیسی بلا کسی تبدیلی کے قائم ہے۔ بشرطیکہ اس کے متعلق دوسرے ملکوں کی پالیسی بھی بلا کسی تبدیلی کے قائم رہے۔ ترکی میں ایک مثل ہے "بند کمرے میں بلی کو ڈنڈا دے کر مارو تو وہ شیر بن جاتی ہے۔" اس وقت یہ بلی ہو رہی ہے، اور اس کے حاشیہ بردار بھی پاگل بلیوں کی مانند ہیں۔ ترکی پر یورپ کی پاگل بلیوں کے دھاوے کے امکانات کیا ہیں؟ ترکی کے کسی حصے کا تو سوال ہے نہیں ورنہ اس لئے ترکی کے جنگ میں پھاندنے کی سب سے زیادہ قرین قیاس یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ محور اس پر حملہ کرے۔ جرمنی کی حیثیت ابھی نہیں ہے کہ وہ خود پیشقدمی کرے گا جہاں تک ترکی کے خلاف حملہ آور ہونے اور تیار کرنے کا سوال ہے کم سے کم چند ہفتے میں اس کا کوئی امکان پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہٹلر یہ کام نہیں انجام دے سکتا۔ کیا سوویٹ یونین وقتی شکست سے دوچار ہے جتنے بھی کہ اپنی فوجوں کو جو دوسرے ملکوں پر قبضہ قائم کرنے کے لئے گئی ہوئی تھیں واپس بلا دیا ہے اور بلقان کی ریاستوں میں جلا وطن پولیس کا کام جرمنی اور ہنگری کے آدمیوں پر چھوڑ دیتے رہا ہے لیکن جرمنی پر پوری ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ واپس آنے والی افواج یا وہاں کی عام آبادی کی خراب حالت بگاڑ دے اور ایک ایسی تبدیلی کا مرکز بن جائے جو کھلم کھلا بغاوت کی شکل اختیار کرے۔ اٹلی کے پاس اب اور زیادہ فالتو فوجیں نہیں ہیں وہ روس کو مزید فوجیں نہیں بھیج سکتا، وہ تونس کو مزید کمک نہیں بھیج سکا۔ اس لئے ترکی پر حملہ کرنے کے لئے بھی اس کے پاس فالتو فوج نہیں بچے گی۔

کمال اتاترک کے بارے میں ایک حکایت بیان کی جاتی ہے اور سے بیان دوہرانا بالکل برمحل ہوگا اپنے دوستوں سے باتیں کرتے وقت وہ ہمیشہ بعض سخت اور واضح اصول بیان کر دیتے تھے اور یہ اصول ان کے سیاسی عقیدے کی حیثیت رکھتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا اگر ترکی ایک بڑی طاقت بننا چاہتا ہے تو مت کسی بڑی طاقت سے ٹکر لینا چاہئے اور اس طاقت کو پاش پاش کر کے قبضہ حاصل کر لینا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اٹلی ہی ایک ایسی طاقت ہے جس پر ہم حملہ کر سکتے ہیں اور جسے ہم پاش پاش کر سکتے ہیں۔" اطالوی اس سے اچھی طرح واقف ہیں یونانی کے تجربے سے انہیں اندازہ ہے کہ اگر انہوں نے ترکی پر حملہ کیا تو ان کا حشر کیا ہوگا۔

لیکن بلغاریہ بھی ہے اور بہت ممکن ہے کہ سالزبرگ میں ہٹلر نے شاہ بورس سے کہا ہو کہ وہ ترکی کے عندیہ کا پتہ چلائے اور امکانات کا اندازہ لگائے۔ بلغاریہ ۳۰ ڈویژن سپاہ میدان جنگ میں لا سکتا ہے اور ہٹلر کی ہوائی کمک اور ٹیکنیکل امداد کے ساتھ وہ ترکی سے ابھی ٹکر لے سکتا ہے۔

جرمنی حلیفوں کو یہ باور کرا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ بلقانی ریاستوں پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی ہے۔ وہ دوسروں کو اس دلدل میں ڈالنا چاہتا ہے کہ یورپ کے پیچھے جن بلقانی ریاستیں سب سے کمزور مقامات ہیں اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اٹلی پر حملہ ہوا اور کامیاب ہو گیا تو اس سے اس کے لئے تباہی آ جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر مشرقی بحیرہ روم میں کوئی نئی چپقلش ہو گئی تو اس کی بدولت ممکن ہے کہ بقیہ یورپ میں اتحادیوں کے منصوبے ملتوی ہو جائیں۔ اس لئے ترکی نے بلغاریہ کے حملے کے امکان کو اپنے منصوبوں سے خارج نہیں کیا ہے۔ جرمنی کے حاشیہ بردار جانتے ہیں کہ ان کی قسمت ختم ہو چکی ہے۔ مگر ان سب پر محوری گرفت اتنی مضبوط ہے کہ وہ محوری امداد کے بغیر جنبش نہیں کر سکتے۔ جنگ میں کوئی ایسا حصہ نہیں لے سکتے جس میں جرمن ہوا ان کے ساتھ یا ان کے خلاف نہ ہو۔ اس قسم کا کوئی بھی محاذی اقدام یا ترکی کا یہ مقررہ راستے سے ہٹنا نہیں ہو سکتا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے ہم پیشین گوئی نہیں کر سکتے کہ اتحادی تونس کے بعد کیا کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم اتنا کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ چند ہفتوں میں ترکی کے لئے اپنی پالیسی بدل دینے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ البتہ ان تمام باتوں کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ اس کے پڑوسی کیا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

تاہم ایک بات یقینی ہے اور وہ یہ ہے کہ ترکی اب جیسے سے زیادہ تیار ہے۔ مجلس ملی کو نئے سال کا موازنہ تیار کر لیا ہے (اور اب یہ منظور ہو چکا ہے) معمولی موازنہ تقریباً پچاس کروڑ ترکی پونڈ کا ہے۔ اور سال کے دوران میں تقریباً اتنی ہی رقم اور غیر معمولی اخراجات کے لئے منظور کی جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ترکی اس وقت بری بحری اور فضائی فوج پر روزانہ دو کروڑ ترکی پونڈ سے زیادہ خرچ کر رہا ہے۔ ترکی پر دھاوا کرنے سے پہلے شاہ بورس کو ان امداد پر سوچ بچار کرنا ہوگا اور اگر کہیں انہوں نے غلط اندازہ کر کے حملہ کر دیا تو ان کو ترکی میں کانٹے سے تیار ملے گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ ترکی کی مدد سے جنگ چند دن پہلے ہی ختم ہو جائے۔

چین کی لڑائی

چنگ کنگ۔ ۲۸ جون۔ کل امریکی طیاروں نے چینی مرکز وں سے اڑ کر اندرون چین میں جاپانیوں پر حملہ کیا۔ آج رات کو جنرل اسٹلول کے صدر دفتر سے ایک اعلامیہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ مشکل کو امریکی بمباروں نے ہو ہنگ پانگ میں فوجی نشانوں پر حملہ کیا۔ اور بھاری نقصان پہنچایا۔

کل رات کو چینی اعلامیہ میں یانگسی کے محاذ پر ارسل چیانگ کائی شیک کی سپاہ کی پیش قدمی کا حال بتایا گیا ہے۔ چینی فوجیں اکاڈے سے جہاں جاپانیوں کا قبضہ ہے ۲۸ میل شمال مغرب میں دفاعات توڑ کر چانگ میں داخل ہو گئی ہیں۔ شدید لڑائی جاری ہے۔

اعلامیہ میں چیانگ کے علاقے میں دریا کے کنارے ایک شہر پر چینی فوجوں کے قبضہ کی بھی اطلاع دی گئی ہے۔ اس شہر میں دشمن کی بہت سی سپاہ کو جانوں کا نقصان پہنچایا گیا۔ اور پہنچ کر بہت سے ذخیروں پر چینی گولوں سے آگ برسائی گئی۔

ہوپے میں یگ پر حملہ کرنے والی چینی فوجوں نے دشمن کی صفیں توڑ دی ہیں اور اسے ہر جگہ سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ (رائٹر)

مصر اور روس کے تعلقات کی بحالی

لنڈن بذریعہ بحری تار۔ اخبار ڈیلی ٹیلیگراف اور روس کے تعلقات کی بحالی کی تجویز اور مصری حکومت کے اقدام پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مصر نے سوویٹ یونین کو کبھی تسلیم نہیں کیا۔ اگرچہ روس سے ایک تجارتی معاہدہ کیا گیا تھا اور گذشتہ چند سال کے دوران میں اکثر یہ تجویز بھی کی گئی کہ دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کئے جائیں اور یہ تجویز اس توقع پر کی گئی تھی کہ اس طرح ان ملکوں کے درمیان تجارت میں ترقی ہوگی۔ خصوصیت سے روئی اور بحارتی کی تجارت میں۔ پارلیمنٹ نے یہی عام جواب دیا کہ "معاملہ زیر غور ہے" جنگ چھڑنے کے کچھ ہی دن پہلے اس معاملہ کے متعلق القرہ میں مصری اور روسی سفارتی حلقوں میں گفت و شنید شروع کی گئی تھی۔ لیکن اس کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔

مجالس مصالحت قرضہ کی سرگرمیاں

جاگیرات کے نظم و نسق کی اصلاح

سنہ ۱۳۴۵ف میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے مختلف علاقوں میں مجالس مصالحت قرضہ کی تعداد (۱۶۹) تھی۔

سال گزشتہ کے مقدمات کو شامل کرتے ہوئے جملہ (۲،۵۲۹) مقدمات جو (۳۹،۹۳) لاکھ روپے کی مقروضیت کے متعلق تھے برغرض تصفیہ مجالس میں پیش ہوئے جن میں سے (۱۲،۱۰) لاکھ روپے مالیت کے (۹۲۰) مقدمات حسب دستور العمل قرضہ دفعہ (۸) بوجہ عدم اختیارات سماعت اور (۲۵۷) مقدمات بوجہ عدم مصالحت فریقین خارج کر دیے گئے (۲۲۲) لاکھ روپے کے قرض سے متعلق (۲۱۴) مقدمات دستور العمل قرضہ کی دفعہ (۸) ضمن (۲) کی رو سے فیصل کیے گئے جن کا مطلب یہ ہے کہ قرض خواہ کسی عدالت میں مذکورہ بالا رقم کا دعویٰ دائر نہیں کر سکتے۔

(۱۰۰۸) مقدمات میں جو (۱۶،۰۱) لاکھ روپے کی مقروضیت سے متعلق تھے دستور العمل کی دفعہ (۹) کے تحت مصالحتی کارروائی عمل میں آئی اور رقم مطالبہ میں (۳،۱۸) لاکھ یا (۲۰) فیصد تخفیف حاصل کی گئی قرض خواہوں کے غیر مصالحانہ رویہ کی وجہ سے (۳۳) مقدمات مالیتی (۳،۰۳) لاکھ روپے میں صداقت نامے جاری کیے گئے۔ ان صداقت ناموں کا یہ اثر ہوگا کہ اگر کوئی دائن کسی مدیون کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کرے تو اس کو صداقت نامے کی رو سے مصارف دائر نہ مل سکیں گے اور واجب الوصول رقم پر (۶) فیصد سالانہ سے زائد سود دیا جائے گا مجموعی طور پر مجالس نے (۱۴۹۲) مقدمات کا تصفیہ کیا جو (۳۳،۱۳) لاکھ روپے کے قرض سے متعلق تھے اور اختتام سال پر (۱۰۵۰) مقدمات زیر تصفیہ تھے۔ مقدمات منفصلہ کا فیصد (۵۸) نتائج اطمینان بخش رہا۔

قانون امتناع انتقال زرعی اراضی۔

سال گزشتہ کی رپورٹ میں بیان کیا گیا تھا کہ دستور العمل انتقال اراضی ایک مستقل قانون کی حیثیت حاصل کر چکا ہے جو "قانون امتناع انتقال زرعی اراضی" سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور یہ قانون مزارعین کے لئے سابقہ دستور العمل انتقال اراضی کی بہ نسبت کہیں زیادہ مفید ہے اور یہ کہ حکومت کا منشا ہے کہ ۱۳۴۶ف شروع ہونے کے آغاز پر اس نئے قانون کو تمام خالصہ و غیر خالصہ علاقوں میں نافذ کر دے چنانچہ یکم دے ۱۳۴۵ف سے قانون مذکور نافذ کر دیا گیا۔ اور دوران سال میں مزارعین نے اس قانون سے عظیم فوائد حاصل کئے یعنی یہ کہ ان کی آراضی ساہوکاروں اور قرض دہندگان کے قبضہ میں منتقل ہونے سے محفوظ رہی اور سابقہ رہن شدہ کی واپسی کے متعلق جس کی کسی معمولی قانون نافذہ کے تحت توقع نہیں کی جا سکتی تھی منصفانہ طور پر انتظام کیا گیا۔ حکومت کو یقین ہے کہ جیسے جیسے مزارعین اس قانون سے واقف ہوتے جائیں گے ویسے ویسے وہ ان کے لئے آزمودہ ثابت ہوگا۔ سال زیر رپورٹ میں محکمہ مال نے قانون مذکور کی عمل آوری کی نگرانی کی اور قواعد مرتب کئے۔

جنگلیوں کا دستور العمل

سال گزشتہ کی رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ یہ دستور العمل عملی حیثیت سے غیر مفید ثابت ہونے پر قانون مفاہمت جنگلیگان کا مسودہ مرتب کیا گیا جو مجلس مقننہ میں بغرض توثیق و منظوری پیش ہے۔ مجلس مقننہ کے اجلاس منعقدہ آذر ۱۳۴۵ف میں یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا جس کو ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا کہ وہ اس پر دقت سے غور و خوض کرکے رپورٹ پیش کرے لیکن کثرت کار کی وجہ سے منتخب کمیٹی مسودہ مذکور پر غور و خوض نہ کر سکی۔ لہذا قانون مفاہمت جنگلیگان کی منظوری تک دستور العمل جنگلیگان نافذ رہے گا جو ہر طرح غیر موثر و غیر مفید ہے۔

مسئلہ قولداری

سال گزشتہ کی رپورٹ کے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ حکومت کی مقرر کردہ کمیٹی تحفظ حقوق قولداران کے ساتھ پیش کی جس میں اس نے اس امر کی سفارش کی کہ قانون تحفظ قولداران کا فوری نفاذ عمل میں لایا جائے۔ مجلس مقننہ کے اجلاس منعقدہ آذر ۱۳۴۵ف میں مسودہ مذکور کی پیشکشی پر اس کو ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا گیا لیکن یہ کمیٹی ۱۳۴۵ف میں ازدیاد کار کی وجہ سے اس مسودہ پر غور و خوض نہ کر سکی۔ امید کی جاتی ہے کہ جب یہ مسودہ قانون کی حیثیت حاصل کرے گا تو قولداران کے حقوق کا بڑی حد تک تحفظ ہو سکے گا اور ان کی حالت بہتر ہو جائے گی۔

جاگیرات کا نظم و نسق

حکومت سرکار عالی کی گہری توجہ اس امر پر مرکوز ہے کہ جاگیرداروں کے تعاون عمل سے جاگیرات کے نظم و نسق کو علاقہ دیوانی کے نظم و نسق کے مماثل بنا دیا جائے اس ضمن میں جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں

(الف) جاگیری حیری بندوبست۔ گزشتہ سال کی رپورٹ میں بیان کیا گیا تھا کہ مالگزاری اراضی کے قانون کی ترمیم کا مسودہ مرتب کیا گیا ہے تاکہ حکومت کو جاگیرات کی پیمائش و بندوبست کا اقتدار حاصل ہو۔ اور جاگیری علاقوں کے مالکان اراضی کو پٹہ داری کے حقوق عطا کئے جا سکیں۔ یہ مسودہ مجلس مقننہ کے اجلاس منعقدہ آذر ۱۳۴۵ف میں پیش کیا گیا اور مجلس نے مسودہ کو ایک منتخب کمیٹی کے سپرد کیا جس نے ختم ۱۳۴۵ف پر اس کی جانچ پڑتال شروع کی۔ امید ہے کہ اوائل ۱۳۴۶ف میں یہ مسودہ منظور ہو کر قانون کا درجہ حاصل کرے گا۔

(ب) جاگیرات میں مالگزاری اراضی کی وصولی۔

سال گزشتہ کی رپورٹ میں اس امر کا اظہار کیا گیا تھا کہ جاگیرات میں مالگزاری آراضی کی وصولی کے لئے جاگیرداروں کے اختیارات کی وضاحت کا سوال محکمہ مال کے زیر غور ہے۔ ۱۳۴۵ف میں محکمہ مال نے مالگزاری اراضی کی وصولی کے متعلق جاگیرداروں کے اختیارات معین کرنے کے لئے ایک دستور العمل کا مسودہ مرتب کیا اور اس کو حکومت کی اجازت کے بعد جاگیرداروں کے پاس اظہار رائے کی غرض سے بھیجا۔ جاگیرداروں کے پیش کردہ خیالات و آراء پر کافی غور و خوض کرنے کے بعد مزید کارروائی عمل میں آئے گی۔

(ج) جاگیرات میں قومی تعمیری محکموں کی سرگرمیاں

بالخصوص چھوٹی جاگیرات قومی تعمیری محکموں مثلاً تعلیم، صحت عامہ، آبرسانی، علاج حیوانات و دیہی قرض کی محکموں کی سرگرمیوں کے لئے مصارف کفیل نہیں ہیں اور نہ ان کا کوئی قطعی انتظام ہے جو ان جاگیرات کے باشندوں کی بڑی بدنصیبی ہے اور اس سے حکومت کو ملک کا نظم و نسق چلانے میں سخت دشواری پیش آتی ہے۔ محکمہ مال نے چھوٹی جاگیرات میں ایسی سرگرمیوں کو باضابطہ ترقی میں لینے کے لئے تجاویز مرتب کی ہیں جو فی الوقت حکومت کے زیر غور ہیں۔

(د) چھوٹی اراضی معاش کی نقدی میں تبدیلی:-

چونکہ چھوٹی چھوٹی اراضی معاش کا انتظام کرنے میں جاگیردار اور حکومت دونوں کو بڑی دقت ہوتی ہے اس لئے محکمہ مال نے ایک اسکیم مرتب کی ہے جس کی رو سے غیر اقتصادی معاشوں کو نقدی میں تبدیل کر دیا جائے گا یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے کہ جاگیرداروں کے مشورہ سے کوئی تصفیہ عمل میں آسکے گا۔ (رپورٹ نظم و نسق ۱۳۴۵ف)

داعیان حیدرآباد واسٹاک ایکسچینج

حیدرآباد ۱۰ مرداد جون کمیٹی داعیان حیدرآباد اسٹاک ایکسچینج کا ایک جلسہ بہ صدارت نواب کمال یار جنگ بہادر منعقد ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی نے مرفوعہ اسٹاک ایکسچینج کے قیام اور اس کے کاروبار کے اصولوں سے متعلق متعدد امور پر غور کیا۔

کمیٹی نے قیام مرافعہ کے کام کو تیز کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے معتمد صاحب کمیٹی کو قاعدہ کی تدوین کا کام سپرد کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ کمیٹی کا اجلاس ۱۰ جون کو دوبارہ منعقد ہوگا جس میں قواعد اور دیگر متعلقہ امور پر غور کیا جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ باقاعدہ طور پر یہ مرافعہ جولائی کے مہینہ میں قائم ہو جائے گا۔

ضلع رائچور میں (۲۷) لاکھ روپے مالگزاری کا التوا

(۱۶) لاکھ کے امدادی کام شروع کئے گئے

محکمہ جنگلات کی طرف سے ضلع رائچور میں جنگلات کی بہتری اور نشو و نما کی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں تاکہ جنگلات کی پیداوار سے بارش کے سالانہ اوسط کو (۲۲) انچ تک لایا جا سکے۔

پچھلے موسم میں بارش کی کمی کی وجہ سے ضلع رائچور میں صرف (۲۰) کروڑ (۲۱) لاکھ ایکڑ رقبہ پر کاشت کی گئی۔ پچھلے سال کی مالگزاری میں (۲۷) لاکھ کے التوا کی منظوری دی گئی اور (۳۰۰۰۰) روپے تقاوی کے طور پر تقسیم کئے گئے۔

بارش کی کمی سے جو حالات پیدا ہو گئے تھے ان پر قابو پانے کے لئے سندھنور، مانوی، گنگاوتی اور کشتگی میں امدادی کام شروع کئے گئے۔ محکمہ تعمیرات، و محکمہ جنگلات اور آثار قدیمہ کی طرف سے (۲۰) تعمیری کام (۹) لاکھ کے صرفہ سے شروع کئے گئے ہیں۔ ان کاموں میں (۱۰) ہزار مزدور مصروف ہیں جن کے لئے [illegible] امداد کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ گرانی کی وجہ سے مزدوری میں (۵۰) فیصد کا اضافہ کیا گیا۔ سفری دواخانے اور صحت عامہ کے مراکز بھی قائم کئے گئے۔ مزدوروں کے بچوں کو دودھ مفت تقسیم کیا جاتا ہے اور جو لوگ معذور ہیں انہیں بھی امداد دی جاتی ہے۔ جن معذور لوگوں کو امداد دی گئی ہے ان کی تعداد حسب ذیل ہے:

سندھنور	۵۲۱
گنگاوتی	۲۸۳
کشتگی	۱۹۰

اس سرکاری امداد کے علاوہ اس مقصد کے لئے خانگی خیراتی فنڈ بھی قائم کیا گیا ہے۔ التوائے مالگزاری کی وجہ سے بہت سے مدیونوں کو اپنی خدمت کا کوئی معاوضہ نہ مل سکا تھا اس لئے ان کے لئے (۲۰) ہزار روپے منظور کئے گئے۔

ضلع میں کھیتوں کی مینڈبندی کا کام شروع کیا گیا جس پر دو لاکھ (۲۰) ہزار روپے صرف کئے جائیں گے۔ اس کام کے دو مقصد ہیں اول تو یہ کہ بہت سے غریبوں کو روزگار مل جائے گا اور دوسرے یہ کہ کھیتوں کی زرخیزی محفوظ ہو جائے گی اور پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

سررشتہ صنعت و حرفت دستکاری میں بافندوں کو مصروف رکھنے کے لئے سوت تقسیم کر رہا ہے۔ ان کے بنے ہوئے کپڑے کو حکومت خود خرید لے گی۔ پارچہ بافی کے دوسرے مراکز کو بھی اسی طرح منظم کیا جا رہا ہے۔

عام حالات میں رائچور کا محکمہ تعمیرات سالانہ (۳) لاکھ روپے خرچ کرتا ہے۔ مگر ضلع کی معاشی پستی اور گرانی کے باعث اس سال امدادی تعمیراتی کاموں کے لئے (۲۰) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ عوام کی آسائش کے کاموں پر محکمہ [illegible] نے ایک لاکھ (۲۲) ہزار روپے صرف کئے۔ ابھی تک ضلع رائچور میں پینے کے پانی کی (۲۰۰) باولیاں کھدوائی جا چکی ہیں۔ ان کی وجہ سے ضلع کے ان حصوں میں جہاں پینے کے پانی کی قلت تھی (۳۰) لاکھ آدمیوں کے لئے آسانی مہیا ہو گئی ہے۔ ہر سال مرض ملیریا کے انسداد کے لئے ضلع رائچور میں (۳۰۰۰۵) روپے صرف کئے جاتے ہیں۔

ضلع میں کل (۱۲۰۵) مدرسے ہیں جن میں ایک فوقانیہ اور (۱۰) وسطانیہ ہیں۔ ایک صنعتی مدرسہ بھی ہے جہاں مختلف صنعتوں اور فنون کی تعلیم دی جاتی ہے۔ رائچور میں مدرسین کی تعلیم کا ایک مدرسہ ہے جس میں گلبرگہ، محبوب نگر، عثمان آباد، بیدر اور رائچور کے منتخب شدہ مدرسین تعلیم پاتے ہیں۔ پسماندہ طبقے کے لڑکوں کے لئے ایک اقامت خانہ بھی قائم ہے۔ [illegible] کے لئے چھ امدادی مدرسے ہیں جن میں (۱۲۵) طالب علم شریک ہیں۔

تحتانی مدرسوں کے اضافہ کے سلسلہ میں پانچ سالہ اسکیم کے تحت پچھلے سال چار مدرسے قائم کئے گئے۔ متعلقہ دیو درگ کے موضع [illegible] میں جرائم پیشہ اقوام کے بچوں کے لئے ایک امدادی مدرسہ قائم کیا گیا جو بہت کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس سال چار تحتانی مدرسوں کی عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ اس طرح جملہ (۲۵) پختہ عمارتیں تعمیر کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ پانچ مزید عمارتیں بنائی جا رہی ہیں۔ پچھلے سال لڑکیوں کا ایک اور مدرسہ قائم کیا گیا۔ ۱۳۵۰ف میں (۵۰۰۵) روپے ۸ آنے کا فرنیچر اور (۳۶۴۲) روپے ۳ آنے کے تعلیمی آلات مدرسوں کو دیئے گئے۔ اس سال فرنیچر اور تعلیمی آلات کے لئے (۹۳۲۵) اور (۱۲۰۰) روپے منظور کئے گئے۔

دے ۱۳۵۰ف میں مدرسین کی ضلع کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ضلع ٹورنمنٹ بھی ہوا۔ تعلقوں اور دیہاتوں میں بھی کھیلوں کی حوصلہ افزائی کرکے ٹورنمنٹ قائم کئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مانوی اور [illegible] میں ٹورنمنٹ ہو چکے ہیں۔

سررشتہ ریڈ کراس سرکار عالی رائچور میں خیراتی فنڈ کے لئے چندہ جمع کرکے مستحق قابل امداد اداروں میں تقسیم کرتا ہے۔ پچھلے سال ۲ ہزار روپے جمع ہوئے اور حسب ذیل اداروں کو تقسیم کئے گئے۔

	روپے	آنہ	پائی
۱۔ ہندو [illegible] اسکول	۲۳۸۹	۸	۰
۲۔ گرل گائڈز ایسوسی ایشن	۸۰۵	-	-
۳۔ انجمن تنظیم صنعت و حرفت	۱۲۰	۹	۸
۴۔ شفاخانہ	۳۶۵	۳	۳
۵۔ شاردا گرلز اسکول	۳۰۰	۸	۰
۶۔ کانونٹ اسکول	۳۰۰	۰	۰
۷۔ مدرسہ گرلز [illegible]	۲۸۰	۲	۰
۸۔ سنسکرت پاٹ شالہ	۷۶	۱۱	۲
۹۔ کرناٹک [illegible]	۵۱		

میر مجلس صاحب تعلقہ کے اختیاری فنڈ میں (۲۵۰) روپے داخل کئے گئے۔

رائچور کے زرعی مزرعہ میں جوار، مونگ پھلی، کپاس اور تور پر کامیاب تجربے کئے گئے۔ رائچور میں ایک باغاتی پرورش گاہ بھی ہے جہاں انگور، پپیتا اور چکوتروں کے قسم کے پھلوں پر تجربے کئے گئے۔ یہاں خشکی کی کاشت سے متعلق بھی کامیاب تجربے کئے جا رہے ہیں۔ بیج کے لئے (۱۰) ہزار پونڈ دھان بطور تقاوی تقسیم کی گئی جس سے (۵۰۰) ایکڑ پر کاشت کی جا سکے گی۔ (۲) لاکھ (۵۵) ہزار پونڈ کھاد اور ۱/۲ لاکھ پونڈ کپاس کا بیج بھی تقسیم کیا گیا۔

ضلع میں (۳) مرکزی (۱۲) شہری اور (۵) دیہی بنک ہیں۔ اس کے علاوہ فروخت کی تین انجمنیں، چھ صنعتی انجمنیں، (۱۲۲۵) قرضے کی انجمنیں (۹) غلہ کے گودام اور (۹) [illegible] انجمنیں بھی قائم ہیں جو امداد باہمی کے اصولوں پر کام کر رہی ہیں۔ ضلع میں دیہی تعلیم کی بھی (۹) انجمنیں ہیں جن کا انتظام بالکلیہ غیر سرکاری ہاتھوں میں ہے۔

موجودہ جنگ اور ترکی کی خارجی حکمت عملی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ترکی کے مدبرین دو دور میں مبتلا تھے۔ ایک طرف روس کی [illegible] کا خطرہ تھا دوسری طرف وہ جرمنی کو ناراض کرنا نہیں چاہتے تھے۔ اگر جرمنی کو ناراض کرتے تو ان کا ملک میدان جنگ بن جاتا۔ ترکی کی خارجی حکمت عملی کا رجحان جرمنی کی طرف تھا مگر برطانیہ کے خلاف بھی نہ تھا۔ جنگ کا خطرہ ترکی پر منڈلا رہا تھا۔ صرف روس ترکی کو جنگ سے بچا سکتا تھا اور بالآخر روس پر جرمن حملے نے ترکی کو جنگ سے بچا لیا۔

(ملخص ترجمہ از [illegible])

پبلک کارکنوں کے مشاغل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

کہا کہ دنیا کی موجودہ برائیوں کا واحد حل ویدک دھرم ہے۔ مسٹر نریندر نے اس موضوع پر تقریر کی۔

چینچولی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ ۶ جون سے شروع ہوا جس میں مسٹر نریندر، پنڈت گپت شاستری وغیرہ نے شرکت کی۔

آندھرا کمیٹی شہر ورنگل کے ایک جلسہ میں طے کیا گیا کہ آندھرا مہا سبھا کے مقاصد کا پرچار کرنے کے لئے ایک تنخواہ یاب آرگنائزر مقرر کیا جائے۔

---

۱۰ جون کو سلار کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جس میں مولوی بہادر خان صاحب کو سپاس نامہ پیش کیا جائے گا۔

مجلس بستی و مسکین کریم نگر کا سالانہ اجلاس اس ہفتہ منعقد ہو رہا ہے۔

معتمد صاحب مجلس بستی و مسکین کی اطلاع ہے کہ جشن خوشنودگی کے سلسلہ میں تقاریب ہوں گے جو کارکن سب سے زیادہ تعداد میں عمر رکھنے والے بچوں کی فراہمی اور ان کو شریک مدرسہ کرائیں گے انہیں ... [illegible] ۱۰۰ انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

وزارتیں

بہار۔

پٹنہ، ۸ جون سابق وزیر اعظم مسٹر محمد یونس نے گورنر سے ملنے پر وزارت قائم کرنے کی کوشش چھوڑ دی ہے۔ حزب مخالف کے قائد مسٹر سی پی سنہا نے آج ایک گھنٹے تک گورنر سے گفتگو کی۔ انھوں نے اخبارات کو اپنی گفتگو کا تفصیل بتانے سے انکار کر دیا۔

ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا ہے کہ آیا گورنر نے کسی جماعت کو وزارت بنانے کا کام سپرد کر دیا ہے یا نہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ مسٹر یونس نے گورنر کو مطلع کر دیا ہے کہ انہیں وزارت بنانے پر اکثریت کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ صوبائی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ مخلوط وزارت قائم کرنے کی کوششوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ اسمبلی کی کانگریس پارٹی اپنے اتوار کے جلسہ میں اپنے رویہ کا تعین کرے گی۔

صوبہ متوسط

ناگپور، ۸ جون، صوبہ متوسط کی اسمبلی کی کانگریس پارٹی کے معتمد مسٹر ڈی آر کالے نے کانگریس پارٹی کا ایک جلسہ طلب کیا ہے جس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ صوبہ میں وزارت قائم کرنے کی کوشش پر پارٹی کا رویہ کیا ہونا چاہیئے۔ (ا ب)

صوبجات متحدہ میں وزارت کے لئے جھگڑا

لکھنؤ، ۸ جون، صوبجات متحدہ میں مسلم لیگ اور مہاسبھائی قائدین جو مخلوط وزارت بنانے کی جو کوشش کر رہے ہیں اس پر ہندو مہا سبھا کی تقلیدپسند راسخ العقیدہ جماعت نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ ہندوؤں کی جانب سے ایسے افراد نے گفت و شنید کا آغاز کیا ہے جنہیں متعلقہ فرقہ یا جماعت کا اعتماد حاصل نہیں ہے۔ لکھنؤ کی شہر ہندو مہا سبھا کے معتمد نے ایک بیان میں سادھو جیسے ویال سنگھ کا نام لیتے ہوئے یہ الزام دیا ہے کہ ان کی سرگرمیوں کو ہندو مہا سبھا کے صدر مسٹر ساورکر ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

بیان میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ہندو مخلوط وزارت کے مخالف نہیں ہیں لیکن موجودہ گفت و شنید مسلم لیگ کے لئے ایک سادہ چیک کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔ اور یہ ایک ایسی کارروائی ہے جو ایک ہندو اکثریت کے صوبے کے لئے ناقابل غور ہے۔

بیان میں اس بات کا دعوی کیا گیا ہے کہ مسلم لیگ نے مسلم اکثریت والے صوبوں میں اپنی وزارتیں قائم کر لی ہیں اور ہندوؤں کو بھی ہندو اکثریت والے صوبوں میں مسلم لیگ کا تتبع کرنا چاہیئے۔

جنگ کے بعد بھی تخفیف اسلحہ نہیں ہو گی

امریکی وزیر بحریہ کی تقریر

واشنگٹن، ۸ جون، کل رات امریکی وزیر بحریہ کرنل ناکس نے بحریہ کے زیر تربیت جوانوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنگ کے بعد بھی امریکہ تخفیف اسلحہ کے ذریعہ حفاظت کی توقع نہیں کرے گا۔ انہوں نے لوگوں کو اس امر کے امکان اور دشمن کے احساسات کے خلاف آگاہی دی اور کہا کہ ہماری ... [illegible] لوگوں کی کس قدر خاطری بدولت جہاز غرق ہوتے رہے ہیں۔ اس سال امریکی بحری بیڑے کی مدد کی طاقت دوگنی ہو جائے گی۔ ہم ہزاروں جہاز بنا رہے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ ہم کو معلوم ہے کہ ہم یہ جہاز کیوں بنا رہے ہیں۔ امریکہ اس جنگ میں صاف ضمیر کے ساتھ داخل ہوا ہے۔

کرنل ناکس نے گذشتہ جنگ عظیم کے بعد کے واقعات دہرائے جانے کے خلاف آگاہی دی اور کہا کہ ہم جو بیڑا تیار کر رہے ہیں اسے ختم کر دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ (رائٹر)

زمین کی پیدائش اور موت

از
جناب مطیع الحق صاحب

جس زمین پر آپ ہم رہتے بستے ہیں اس کے بارے میں آج آپ کو ایک دلچسپ بات بتائی جاتی ہے یہ کہ پیدا ہوئی کیسے پیدا ہوئی اس کی موجودہ حالت کیا ہے اور وہ بالآخر کس طرح فنا ہو جائے گی۔ یہ ایسے سوالات ہیں جو ہر شخص کے لئے بڑی دلچسپی کا سامان رکھتے ہیں۔ ان مختصر سے سطروں میں انہی سوالوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

دنیا میں انسان پیدا ہوتے ہیں کچھ دن یہاں بسر کرتے ہیں اور پھر مر جاتے ہیں یہی حال اس زمین کا ہے۔ یہ دھرتی ماتا ابھی اپنی زندگی کے اوّلین دور میں ہے یہ بچپن سے جوان ہوگی اور پھر دوسری چیزوں کی طرح فنا ہو جائے گی۔

زمین کی پیدائش کے متعلق مختلف سائنس دانوں نے مختلف نظریے پیش کئے ہیں۔ یہاں پر جس سائنس دان کے نظریے کو پیش کیا جاتا ہے اس میں حقیقت کی کچھ جھلک نظر آتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہمارا یہ آفتاب اپنا ایک ساتھی رکھتا تھا جو اس کے اطراف گردش کر رہا تھا۔ ایک بڑا ستارہ دور سے گردش کرتا ہوا آیا اور ان دونوں کے قریب سے گذرا اور اس گردش میں یہ ستارہ آفتاب کے اس ساتھی سے ٹکرا گیا۔ اس تصادم کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے آفتاب کے ساتھی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اس کا شیرازہ بکھر گیا۔ لیکن اس طرح منتشر ہونے کے باوجود یہ سب اجسام آفتاب کے ساتھ ایک خاص رشتہ اتحاد میں مربوط ہو گئے یہ اجسام بھی آفتاب کے گرد گھومنے لگے اور تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ پرانا نظام پھر قائم ہو گیا۔ یہی منتشر ٹکڑے جو آفتاب کے گرد ایک نیا نظام کے تحت گھومنے لگے بعد میں سیارے کہلانے لگے۔ انہی میں سے ایک ٹکڑا وہ بھی ہے جسے ہم زمین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

جب زمین سورج کے اطراف گھومنے لگی تھی وہ اپنی حرارت سے آپ روشن تھی رفتہ رفتہ اس کی حرارت فضائے بسیط میں پھیل کر زائل ہوتی گئی اور اس کی بالائی سطح سخت اور تاریک ہو گئی اس کے ساتھ ساتھ اس کا پھیلاؤ بھی کم ہونے لگا اور اس کے گیسی اوراں میں سے بعض نے ہوا کی شکل اختیار کر لی اور بعض ایک دوسرے سے مل کر پانی بن گئے۔

سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اس وقت زمین کی عمر بیس ارب سال ہے اور انھوں نے اندازہ لگایا ہے کہ دنیا ابھی سو ارب سال زندہ رہے گی زمین کے زندہ رہنے کا راز موجودہ نظام شمسی کا قیام ہے۔ بیس ارب سال سے زمین کی حرارت آہستہ آہستہ خارج ہو رہی ہے اور یہ سرد ہو رہی ہے۔ بالکل ہی اور اسی طرح سرد ہوتی رہے گی اور یہ بات قرین قیاس ہے کہ آئندہ چل کر اس میں نام کو بھی حرارت باقی نہ رہے گی یہ بات تو ظاہر ہے کہ آج زمین روشنی کے لئے سورج کی بالکل محتاج ہو گئی ہے اور اگر آج سورج زمین کی روشنی عطا کرنا بند کر دے تو لازمی طور پر اس کی موت واقع ہوگی اس لئے پہلی آفت جو زمین پر نازل ہو سکتی ہے وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اس پر خود آفتاب میں تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ آفتاب بھی زمین کی طرح سرد ہو رہا ہے اور جب اس کا یہی حال رہا تو یہ زمین کو برابر حرارت نہ پہنچا سکے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ موجودہ نظام شمسی ٹوٹ جائے گا اور یہی زمین کی موت ہوگی۔ تیسری تبدیلی میں دوسری تبدیلی جو ہو رہی ہے وہ یہ کہ سورج اپنی جگہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے اور یہ کمی ایک طرف سے نہیں ہو رہی ہے بلکہ وہ چاروں طرف سے گھٹ رہا ہے اس طرح ایک عرصے کے بعد اس کی جسامت بہت کم ہو جائیں گی اور ادھر زمین کا بھی یہی حال ہے۔ ان عوامل کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ جو اس وقت نو کروڑ تیس لاکھ میل ہے آئندہ اور زیادہ ہو جائے گا اور سورج زمین کو برابر حرارت نہ پہنچا سکے گا۔ اور ان دونوں کی کشش بھی ڈھیلی پڑ جائے گی۔ اور زمین اپنے موجودہ مرکز سے ہٹ جائے گی۔ ان تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سمندر دریا اور نہریں منجمد ہو جائیں گی اور تمام پانی برف بن جائے گا اور پینے کے لئے ایک قطرہ پانی بھی باقی نہ رہے گا۔

جب کھیتوں کو حرارت اور روشنی نہ ملے گی تو فصل خراب ہو جائے گی اور کھانے کے لئے ایک دانہ ملنا بھی مشکل ہو جائے گا کسی قسم کی بھی نباتات کا اُگنا محال ہو جائے گا قسم قسم کے جراثیم پیدا ہوں گے اور انسانوں کو نئی نئی بیماریوں سے دوچار ہونا پڑے گا جن سے اب تک وہ ناواقف تھے یہ ایک حقیقت ہے کہ حرارت کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ انگریزی کی ایک دلچسپ ضرب المثل ہے کہ جہاں سورج کی روشنی اور حرارت داخل نہیں ہوتی وہاں ڈاکٹر داخل ہوتا ہے۔ جب دنیا میں حرارت نام کو بھی باقی نہ رہے تو ظاہر ہے کہ حضرت انسان کی موت یقینی ہے۔ ایسی صورت میں سائنس دان بھی کچھ نہ کر سکیں گے۔ بالفرض محال اگر سائنس دان کچھ ایسی تدابیر اختیار کر سکیں جس سے زمین کی موت حیات میں کچھ اضافہ بھی ہو سکے لیکن اس قلیل مدت کے بعد زمین کا فنا ہونا بہر حال لازمی ہے زمین کی یہ موت جو آج سے تخمیناً ایک سو ارب سال بعد ہوگی اس کی قدرتی اور فطری موت ہے جس طرح انسان اپنی آخری عمر میں بوڑھا ہوتا اور پھر مر جاتا ہے اسی طرح ہماری اس مخلوق کا بھی خاتمہ ہو جائے گا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کرۂ ارض فضائے آسمانی میں بکھر نکلتا ہوا بالآخر کسی سیارے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔

احمدیہ پریس چار مینار میں طبع ہو کر دفتر حکمت سے شائع ہوا